

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۵۸ء - ۱۹۵۹ء

قسط (۲۱)

مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائرریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ ہذا واقارب اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۳۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائرریوں پر سرسری نگاہ ڈالی مگر مگر تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ تحقیقی عبارت علمی لطیف مطلب خیز شعر ادبی نکتہ اور تاریخی مجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نمود اور سیکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

جدہ محترمہ (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی والدہ) کے بعض دیگر خاندانی حالات:

مجھے اپنی دادی جان سے (جبکہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا) ان کے جو خاندانی حالات معلوم ہوئے جو انہوں نے خود سنائے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے حافظے کے ضعف کے اس عمر میں کچھ کی بیشی ہو مگر میں نے جوں کے توں یہ ان سے لکھے ہیں۔

نام ریحانہ والدہ کا نام محمد شریف اللہ والدہ کا نام گل ریحانہ حمیدہ بھائی حنیف اللہ محمد اسرار اللہ حبیب اللہ اور امیر اللہ ہیں۔ دادی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میری والدہ مولانا فضل رحیم و مولانا فضل الرحمن سکندہ لونڈ خاؤ کی بہن تھیں۔ چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں مرتے وقت بھی خدا کو یاد کر رہی تھیں۔

ذی الحجہ کے ۹ دن محرم کے گیارہ روزے اور ہر سال اس کے علاوہ تین ماہ سات دن روزے رکھتی تھیں حالت

نزع اور قبض روح کے وقت نور کا ایک شعلہ کمرے کے کونے کونے میں پھیل گیا اور سب کو دیکھنے میں آیا۔ موت کے بعد بھی کپڑے بدلتے وقت ہاتھ سینے پر باندھے محسوس ہوئے وفات شہزادہ کلی یعنی جہانگیر آباد نزد کلیانی تخت بھائی ضلع مردان میں ہوئی۔

دادی صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے نانا کو بچپن میں دیکھا تھا میری عمر چار پانچ سال کی تھی، دادا کو نہیں دیکھا اس کا انتقال عربی باغہ نزد جہانگیر آباد کلیانی مردان میں ہوا وہاں ان کی قبر ہے۔

دادی صاحبہ نے کہا کہ میری دادی، میری شادی کے چھ سات ماہ بعد فوت ہوئی وفات یوم العرفہ کے صبح صادق سے کچھ پہلے جس وقت ہمیشہ تہجد پڑھتی تھیں اس وقت ہوئی دادی نے کہا میرے والد بھی جمعہ کی صبح اور والدہ بھی تہجد کے وقت فوت ہوئیں دادی لونڈو خڑکی تھیں، میرے والد (محمد شریف اللہ) کے دادا مایار (طورو) میں دفن ہیں۔ سکھوں کے ہنگاموں میں عربی کلی نزد جہانگیر آباد جانا ہوا، دو قبریں متصل ہیں، مرجع عام ہیں دور ہٹ اس کے قریب ہیں، خارش پھوڑے پھنسیوں کے لئے لوگ اللہ سے دعا مانگنے مزار پر جاتے ہیں۔ میری شادی جمادی الثانی میں ہوئی۔

بچپن سے قصص الانبیاء، پشتو نور نامہ کلاں و خورد، وفات نامہ و جنگ نامہ حفظ کرایا جاتا۔ قرآن شریف اپنے والد سے پڑھا۔ دعائے گنج العرش برزبان حفظ تھا۔ سورہ رحمن، سورہ نور، سورہ یٰسین، سورہ مزمل، سورہ ملک والضحیٰ وغیرہ حفظ کئے۔ میرے والد مجھے کہا کرتے تھے سحری کو چکی پیستے وقت حفظ تلاوت کیا کرو تو بہت لطف ہوتا۔ ہم دھڑی چھ سیر گندم صبح تک پیس لیتے، پھر کھیتوں تک جانے کے وقت تک لسی بھی تیار کر لیتے، دبی وغیرہ صبح کھایا جاتا، چائے کا رواج نہ تھا۔

حضرت کی ولادت، صلحا کا اجتماع اور والد گرامی کی مسرت و سخاوت:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی والدہ (ہماری دادی جان) نے فرمایا کہ آپ میری شادی کے دو سال بعد محرم الحرام میں اتوار کی صبح سحری کے وقت اذان سے پہلے پیدا ہوئے۔ ۷ محرم کو والد صاحب نے خوشی میں علاقہ کے علماء اور صلحا میں ۱۶-۱۷ گز کے کپڑے اور پگڑیاں تقسیم کیں۔ حاجی صاحب مہربان علی شاہ، جناب حاجی صاحب محلہ قصابان اور جناب حاجی عبدالقیوم وغیرہ اس تقریب میں شریک تھے۔ حضرت کے والد صاحب نے اس موقع پر بکرے بھی ذبح کئے۔

میں حاجی صاحب معروف گل کی دوسری بیوی تھی، پہلی بیوی کا میری شادی سے قبل انتقال ہو چکا تھا، مولوی صاحب (مرحومہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کو اسی نام سے پکارا کرتی تھی) دو سال تک دودھ پیتے رہے، تین سال کے ہوئے تو بولنا شروع کیا اکثر لینے ہوئے ہائیں پاؤں کا انگوٹھا چوسا کرتے تھے۔

بسم اللہ تقریب:

دادی جان راوی ہیں کہ جب حضرت شیخ الحدیث چار سال چار ماہ کے ہوئے تو آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی، رب یسر ولا تعسر وتمم بالخير کھلوا کہ اب ت کا قاعدہ شروع کرایا گیا، بچپن میں بھی ذہن دینی تھا، رسم بسم اللہ سے قبل بھی آپ اذان اور مسجد جاتے اور نماز کی میٹیں بناتے اور نقلیں وغیرہ اتار لیا کرتے، اسی عمر ۴ تا ۵ سال میں سنت غنہ ادا ہوئی، غنہ کی تقریب میں والد گرامی نے بڑا اہتمام کر رکھا تھا صالحین اور اہل اللہ کو دعا کیلئے جمع کیا تاظرہ قرآن کی تعلیم:

تاظرہ قرآن مجید کچھ والد صاحب اور کچھ مجھ سے پڑھا، ابتداء میں خط غالباً حاجی صاحب قصا بان سے سیکھتے رہے۔ شوق خطابت:

ابھی چھ سال کی عمر تھی کہ مسجد میں منبر پر بیٹھ جاتے اور اونچی آواز سے ان اللہ وملئکۃ یصلون علی النبی الخ پڑھتے اور کبھی النما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب پڑھتے اور اس کا ترجمہ سناتے۔ خاندانی یادداشتیں:

حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ۱۹۱۹ء یاد ہے، جب ہم اسے سختی پر لکھا کرتے تھے۔ ہجرت کابل: کابل کو ہجرت کے واقعات کے ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ میرے والد صاحب نے بھی انگریزوں کے دور میں کابل کو ہجرت کرنے کیلئے بیل گاڑی خریدی تھی۔ تاکہ موقع ملے ہی ہجرت کریں، ہال بچوں اور سامان وغیرہ کیلئے وہ بیل گاڑی کو مفید سمجھتے تھے۔ ہم اس وقت بہت خوش ہو رہے تھے کہ چلو اسباق کی چھٹی ہوگی۔ حضرت کے پہلے استاذ حاجی صاحب مسجد قصا بان: صوفی فتانی فی اللہ، اخلاص وتقویٰ کا نمونہ، استاذ العلماء، حاجی صاحب مسجد قصا بان کی وفات ۹ رمضان ۷۵ھ بمطابق ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء، ۸ بجے صبح ہوئی مسجد کے دروازہ میں دفن ہوئے، نوجوانی میں مشرق وسطیٰ وغیرہ کی سیروسیاحت کی، نصف صدی تک اکوڑہ میں اپنے تصوف کتب لقم فارسی خصوصاً مشنوی روم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، احقر (سمیع الحق) کو بھی بچپن میں دس سال کی عمر اپنے جد امجد کے حکم پر گلستان پڑھائی، حضرت والد صاحب نے بچپن میں ان سے نظم کی کتابیں پڑھیں، (مجھے بچپن سے بلاو مقدسہ اور سیروسیاحت کی باتوں سے بڑا شغف رہا۔) ان سے کرید کرید کر یہ حالات پوچھتا رہتا۔ اور وہ بڑی شفقت سے سناتے۔ والد صاحب سے انتہائی شفقت اور محبت تھی، آپ جب بھی تعطیلات دیوبند سے آتے تو اپنے ہاں ضرور کباب (اکوڑہ خٹک کے چلی کباب کی اس زمانہ میں بڑی شہرت تھی) کی پر تکلف دعوت فرماتے۔

والد صاحب بھی عید وغیرہ کے مواقع پر رات کو کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر سلام کے لئے حاضری دیتے اور اکثر میرے ہاتھ پر کچھ ہدیہ بھی بھیج دیتے اور کھلاتے کہ میرے لئے دعا کریں اور ناراض نہ ہوں مجھے

فرست نہ تھی ورنہ خود حاضر ہوتا۔

اکوڑہ کے رئیس خان اعلیٰ محمد زمان خان جو علماء و صلحا کے گرویدہ اور صاحب علم و تقویٰ بزرگ تھے انہوں نے علماء و صلحا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، ضعف کی حالت میں ہماری مسجد (مسجد قدیم دارالعلوم حقانیہ) میں آئے حاجی صاحب قصاہان (مرحوم) بھی وہاں تشریف لائے یہ ان کی ہماری مسجد میں آخری تشریف آوری تھی۔ اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ وفات سے دو روز قبل ۷ رمضان کو نماز مغرب میں ان سے میری آخری ملاقات ہو گئی۔

مولانا عبدالقادر کی شاگردی اور اکھوڑی کیمپلور کا سفر:

والد صاحب نے حاجی محمد یوسف کو فرمایا کہ میں نے آپ کے والد مولانا عبدالقادر سے زنجابی پڑھی ہے۔
 دادی نے فرمایا ۸ سال کی عمر میں صرف میرا یاد کرانے کے لئے مولوی صاحب (مولانا عبدالحق) کو والد نے اکھوڑی کیمپلور وہاں کسی تعلق اور واقفیت کی بناء پر روانہ کر دیا۔
 حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے درج ذیل فہرست کے مطابق اساتذہ علم سے استفادہ کیا:

- (۱) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی..... بخاری شریف، ترمذی شریف
- (۲) حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب..... بیضاوی، ہدایہ آخرین، موطا امام مالک (جس کا دارالعلوم دیوبند میں بالالتزام درس ہوتا تھا)

- (۳) مولانا محمد ابراہیم بلیاوی..... امور عامہ، شرح اشارات، مسلم شریف، توضیح و تکوین، مسلم الثبوت
- (۴) حضرت مولانا رسول خان صاحب..... صدرا، شمس ہازنہ، طحاوی شریف، شرح عقائد جامی رشیدیہ
- (۵) حضرت مولانا عبدالمسیح صاحب..... مشکوٰۃ شریف اور شرح نخبہ
- (۶) حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب..... جلالین شریف
- (۷) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری..... ابن ماجہ
- (۸) حضرت مولانا اصغر حسین دیوبندی..... ابوداؤد شریف

- (۹) حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری، صدر مدرس اندر کوٹ (حضرت مولانا احمد حسن کانپوری مدظلہ کے فرزند ارجمند)..... ہدایہ اولین

شادی اور سسرال (یعنی مولانا مسیح الحق کا نکاح): میرے بڑے ماموں الحاج سیف الرحمن صاحب جہانگیرہ سے حضرت قدس سرہ کی شادی اور خاندان کے بارہ میں حسب ذیل تفصیلات معلوم ہوئیں۔

میری والدہ ماجدہ کا نام و نسب یہ ہے سیدہ بی بی ہاجرہ بنت عبدالغفار بن محمد طاہر بن محمد دیدار ہے پرہلی (ملاؤ) مجھ میں دریا کے قریب محمد دیدار کا چارہ نہایت گاہ و غامض ہے غالباً ان کے لڑکے محمد طاہر نے

جہانگیرہ میں سکونت اختیار کی جو دریا کے راستہ سے بہت قریب پڑتا ہے والدہ ماجدہ کی ولادت ۱۹۱۶ء میں ہوئی ان کے بڑے بھائی میرے ماموں حاجی سیف الرحمن کی ولادت ۱۹۰۶ء میں اور دوسرے بھائی مولانا الحاج عبدالحق فاضل دیوبند کی ولادت ۱۹۱۲ء میں ہوئی۔ آپ کی سب سے بڑی بہن زلیخا بی زوجہ قاضی عزیز الرحمن کی ولادت ۱۸۹۸ء دوسری بہن بی بی حوا زوجہ میاں مطلب شاہ کی ولادت ہوئی)

انہوں نے کچھ تعلیم گھر پر حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند گئے۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث اور مولانا عبدالحق، ہم درس ہوئے بوجہ بیماری مولانا عبدالحق دورہ حدیث میں شرکت نہ کر سکے اور اس سال انہوں نے ادب وغیرہ کی کتابیں پڑھیں والد ماجد کی شادی ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ پیغام و پیام نکاح کا سلسلہ جناب قاضی عزیز الرحمن جہانگیرہ کے اشارہ پر شروع ہوا۔ جید امجد مرحوم اس سلسلہ میں آنے جانے لگے۔ ماموں سیف الرحمن نے دیوبند سے اپنے بھائی مولانا عبدالحق سے مشورہ لینا چاہا انہوں نے معاشرت کی وجہ سے یا بوجہ انکار کر دیا مگر ماموں سیف الرحمن صاحب انہیں راضی کرنے کیلئے خط و کتابت جاری رکھی۔ دیوبند میں مولانا عبدالحق بیمار ہوئے تو بڑے بھائی سیف الرحمن علاج معالجے کیلئے وہاں گئے اسی رات حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا انتقال ہوا۔ ماموں صاحب نے مولانا مدنی مرحوم سے سفارشی رقم لیا اور مولانا عبدالحق کو بغرض علاج (حکیم) تاویط مرحوم کے پاس لے گئے واپس ہوئے تو بھائی کو مولانا مدنی مرحوم کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کو کہا معلوم نہیں کہ انہوں نے حضرت سے مشورہ کیا یا نہیں مگر حضرت مولانا عبدالمسیح دیوبندی مرحوم کے ساتھ گفتگو کی انہوں نے مشورہ دیا کہ عالم کے ساتھ دوستی اور رشتہ ہر چند مفید ہے عند اللہ بھی اجر ہوگا۔ اور اچھے خاندان کی وجہ سے دنیا میں بھی سب و شتم گالی ملامت سے محفوظ رہو گے: آخر مولانا عبدالحق راضی ہو گئے۔

شادی میں انگریزوں سے تعاون نہ کرنے کا متفقہ تحریری فیصلہ:

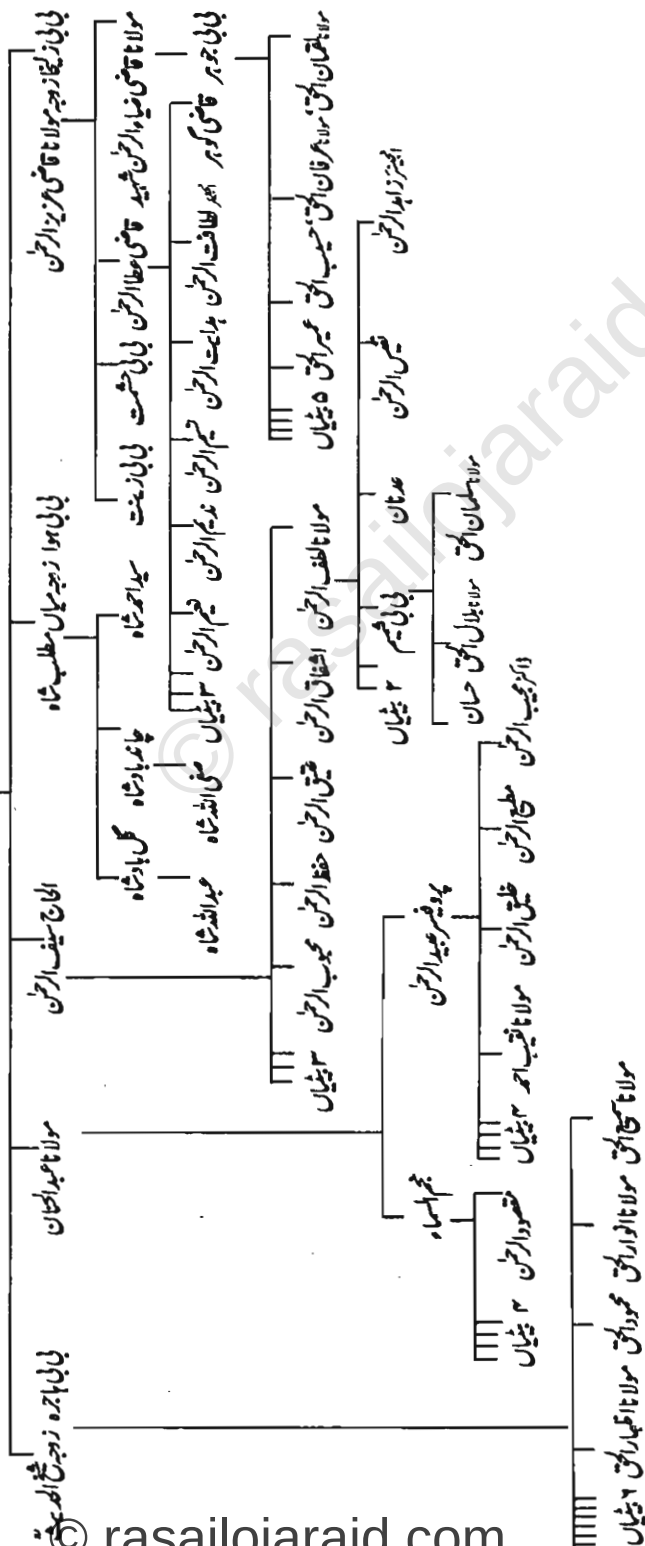
والد ماجد کی شادی میں اکثر معززین اور سرحد کے ممتاز علماء نے شرکت کی۔ برات جہانگیرہ گئی تو اکثر علماء و خواتین مثلاً مروت مولانا صاحب نوشہروی صاحب حق صاحب جناب خان بہادر محمد زمان خان خٹک اور دیگر دیوبندی رفقاء و علماء احباب موجود تھے۔ (قاضی عزیز الرحمن نے دعوت طعام کا اہتمام کیا) رات بھر جہانگیرہ میں مجلس و عطر رہا۔ علماء کرام تقاریر کرتے رہے اس موقع پر خان بہادر خان مرحوم کی تحریک پر ایک متفقہ فیصلہ بھی لکھوایا گیا کہ انگریزوں سے ہر قسم کی اعانت حرام ہے۔ یہ فیصلہ قلمبند کیا گیا اور علماء نے اس پر دستخط کئے۔ (روایت مولانا الحاج سیف الرحمن صاحب جہانگیرہ)

میری نانی صاحبہ جہانگیرہ کے مزار پر کتبہ درج ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخ وفات والدہ حاجی سیف الرحمن

عبد الغفار — محمد طاہر — محمد دیدار



نئے سال (۵۹ء) کا افتتاح

سبحان الملك القدوس وله الحمد في الاولى والاخرة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْمٰلٰكِيْنَ ۝ اَرْحَمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ تَعْبُدُ وَاِيَّاكَ تَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝

بعض پسندیدہ اشعار:

- توداغ جگر را چہ شناسی کہ نبودست
بجواز مئے گریک بدامان توداغے
- (قاله الشيخ عبدالحق المحدث يخاطب به الميضي)
- لو گنت من مالک لم تستبه اہلی
”بنو اللقيطة من ذهل بن شيبانا“
- اداً لعمام بنصري معشر عشن
عند الحليظة ان ذلولثة لانا
- درودل دارم بے ازخوئے آں زیبا نگار
فرصت یارب کہ دل را پیش وے خالی کنم
- (شیخ عبدالحق بنام مجہد)
- یہ حالت ہوگئی ایک ساتی کے نہ ہونے سے
کہ کُٹم کے غم بھری ہیں ’مئے‘ سے اور میخانہ خالی ہے
- فغائے عشق پر تحریر کی اُس نے لوا ایسی
میسر جس سے آنکھوں کو ہے اب تک اشک عتابی
- (الجمعية ابوالکلام نمبر)

بخت خفتہ:

- درازی شب ویداری من ایں ہمہ نیست
ز بخت من خبر آرید تا کجا خفت ست
- میں نہ تفصیل کا قائل نہ مساوات کا ہاں
مجھ سے گمراہ کی ہدایت کو ہیں یکساں دونوں
- (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔ سوم)

الجمعية کا آزاد نمبر اور عربی مجلات کی وصولی، دارالعلوم کے لوڈ سپیکر کی خریداری:

۹/ جنوری ۵۹ء: مولانا محمد میاں صاحب زید مجدہ نے الجمعية دہلی کا ابوالکلام آزاد نمبر سے نوازا ہے۔

☆ مجلہ ”الازہر“ اور ”الحج“ برادر م عزیز سے وصول کئے۔

۱۲/ جنوری: دارالعلوم کے لئے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا۔

۱۳/ جنوری: جمعیتہ المطلباء دارالعلوم حقانیہ کے اجلاس کا انعقاد ہوا۔

۲۳/ جنوری: برادر م مولانا عبدالحق کا خط کی زبان سے مجلہ ”الانج“ موصول ہوا۔ اور برادر م

سعید الرحمن کا خط بھی ملا۔

۲۶ جنوری: حضرت قاری محمد طیب صاحب نے مسودہ تقریر نظر ثانی کے بعد واپس کر دی۔ حضرت والا

نے تقریباً از سر نو تحریر فرمایا ہے۔

تبلیغی اجتماع میں شرکت:

۲۹ جنوری: الذهاب الی پشاور مع الامام شہر علی شاہ۔ والشركة فی الاحتفال الکبیر لطائفة

الهادیة المهدیة وارثه فرائض النبوة الجماعة التبلیغیة التي اسسها الشیخ المجاهد المبلغ مولانا محمد

الیاس دهلوی۔ كانت للاجتماع برکات والثرات یسعد به الشرکاء ان شاء الله تعالیٰ.....

ترجمہ: برادر ام مولانا شیر علی شاہ کے ہمراہ تبلیغی جماعت کے پشاور کے بہت بڑے اجتماع میں شرکت کی جہاں

مولانا محمد یوسف دهلوی فرزند ہانی تبلیغ مولانا الیاس صاحب کے بیان سے مستفید ہوئے۔ اور پھر ان کے ساتھ

مجلس بھی رہی یہاں مولانا حامد میاں صاحب ابن مولانا محمد میاں الدهلوی محبت اور قلم مولانا محمد اشرف صاحب و

دیگر رفقاء سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ رات اجتماع کے قریب ایک مسجد گنج علی خان میں گزاری۔ اجتماع میں ترکی اور

بعض دیگر ملکوں سے آئی ہوئی جماعتوں سے ملاقاتیں کرنے کا بھی اتفاق ہوا۔ اللہ کے راستے میں اُن کے مساعی و

شوق اور جذبات دیکھ کر ہمیں احساس ندامت ہوا کہ ہم ان کی طرح جدوجہد و جذبہ سے عاری کیوں ہیں؟

وان فی ذلک لذكری للعاصرین والساقطین من امثالہ

نماز جمعہ ہم نے اگلے دن مسجد قاسم علی خان میں مولانا عبدالقیوم پوٹو کی اقتداء میں پڑھی۔

سہ پہر چار بجے پشاور سے واپسی ہوئی۔ نوشہرہ بس اڈے پر الحاج محمد یوسف (رکن حقانیہ) سے ملاقات

ہوئی۔ انہوں نے اپنے ساتھ مردان روانہ کیا جہاں رات محبت قلم مولانا سعد الدین کے ہاں ٹھہرے اور اگلی صبح

بخیر وعافیت اکوڑہ واپسی ہوئی۔

۷-۸ فروری: رات گئے تک برادر ام شیر علی شاہ اور میں حضرت قاری صاحب کے مسودہ تقریر ”انسانی

فضیلت کا راز“ کی تہذیب و تبصیر میں لگے رہے۔ احقر نے کتاب کا پیش لفظ بھی لکھا اور سرخیاں اور عنوانات

لگائے۔ صبح پشاور جا کر تقریر کا مسودہ کاتب کے حوالہ کیا۔ پہلی قسط کتابت کے بعد نشر کر دی گئی۔ شام کو پشاور سے

واپسی ہوئی۔

☆ امام الہند آزاد مرحوم کے خطوط کا مجموعہ بنام غلام رسول مہر نقش آغاز چھ روپے کا خریدا۔

استاد محمد یوسف کی طرف سے المجلۃ ”الازھر“ کا ہدیہ:

۱۰ فروری: اهدی الی الاستاد محمد یوسف عضو الثقافة الجمهوریہ العربیہ فی البانکستان

عطیہ رسالہ "الازھر" بتلمیح الاخ المخلص العزیز عبداللہ الکا کاخیلی والحریدة مزینة بامضاء التقديم من الاستاذ المذكور وقال مرحواً ان نلاقك ان شاء الله تعالى۔ ولعل الاستاذ الفضيلة يدرس في

الجامعة العربية كراتشي الفن العربي۔ وانا نشكره جزيل الشكر
دارالعلوم کے تجوید کے امتحانات اور مردان شوگر ملز کی سیر:

۱۱۔ ۱۲ فروری: دارالعلوم حقانیہ کے تجوید کے امتحانات لینے کے لئے مولانا قاری محمد امین صاحب اور مولانا سہال الدین صاحب تشریف لائے۔ شعبہ تجوید کے امتحانات بخیر و خوبی تکمیل پذیر ہوئے۔ اگلے دن قاری صاحب مولانا سہال الدین کے ہمراہ مردان گئے، میں بھی ساتھ تھا اور ماموں زاد اشفاق الرحمن کی معیت میں مردان شوگر ملز کا معائنہ کیا۔ مشنی دور کے ترقیات کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اشیاء کی سب سے بڑی بل ہے۔ نماز جمعہ مسجد میں قاری محمد امین صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے قبل انہوں نے مفصل خطاب کیا۔ مغرب کے بعد چھ بجے ٹرین سے واپسی ہوئی۔

سالانہ امتحانات اور پرچہ جات:

۱۳ فروری: آج سے دارالعلوم کے تحریری امتحانات کا آغاز ہوا۔ پہلا پرچہ مسلم شریف کا تھا۔
۱۵ فروری: آج ترمذی شریف کا پرچہ تھا، ترمذی کے سوالات یہ تھے۔ (۱) الاستعاذہ۔ (۲) الغمس فی الرکاز والمعدن (۳) القسامة

۱۶ فروری: ابو داؤد شریف کا پرچہ ان سوالات پر مشتمل تھا۔ (۱) وجوب اضحیہ کے دلائل

(۲) الفصل للاسلام (۳) مدت اللقطه والتصرف فیها وکیف هو لہنواشم ؟

☆ برادر مر شیر علی شاہ صاحب کی معیت میں پشاور بسلسلہ تقریر قاری محمد طیب صاحب جانا ہوا۔ یہاں کتابت شدہ کاپیوں کی تصحیح اور پھر رات گئے تک باقی مسودات کی کتابت کرائی گئی۔ رات کاتبین کے ہاں قیام کیا۔ صبح ۴ بجے بس اسٹینڈ پہنچا تا کہ پہلی گاڑی کے ذریعے پہنچ کر بخاری شریف کے پرچہ میں شرکت کر سکوں۔

۱۷ فروری: شاہین برقی پریس کو کتابت شدہ کاپیاں چھپائی کیلئے دے دی گئیں۔ بخاری شریف کا پرچہ خوب رہا۔ سوالات یہ تھے۔ (۱) محمد فی القرئی (۲) مزارعہ کے اقسام اور مذاہب ائمہ (۳) مسلک ابن عباس دہارہ توبہ قائل پرچہ نسائی شریف (۱) تعریف الحدیث ودلیل حجیتہ۔ وتاویل قول عمریکفینا کتاب اللہ وممانعت النہی عن الكتابة کیف کان؟ (۲) الاستقبال والاستعداد الی القبلۃ (۳) اشراط النبیۃ

فی الوضوء وحدیث السنن کی انما لكل امرء ما نوى

وقد بسطت الکلام علی حسب امرام فی اول المقام۔ واطلعت الکلام فی الحدیث وحجیۃ۔

مجلہ الفجر کے اہم مضامین:

طالعت مقالہ غریبہ تاریخ فنون الحدیث

طبعت فی المجلة القديمة "مجلة الفجر" لعلها كانت تصدر من مصر نصف القرن والمقالة
الانتقاه مقتطعه (ش مجلة المنار المجلد ۲۲ الجزء ۲۰)

واحسب ان تكون نصاب الفضيلة العلامة رشيد رضا مرحوم وفيها من مقالات زاهرة غير
ذلك يطلع به الصدور.

تحريم الخمر. سقوط الدولة الاموية . التمثيل عندنا . اكسير الحيات كتاب السموم . الدروس
العليا . ابيات العاوات عند العرب ونبرة من حيات بطل المقامات الحريري . الاسلام الاختبارات
السنية

رات کو اختتامی درس حدیث:

۱۹-۲۰ فروری: بخاری شریف کا آخری درس ہوا ہمارے دورہ حدیث کا سال ہے آخری پارہ رات کے بارہ بجے
ہوا۔ قرأت اس سیدہ کار کی قسمت میں آئی دوسرے دن میرے والد استاد اور مرشد نے بعد از نماز جمعہ ختم بخاری
شریف کرایا، الوداعی تقریر نہایت پروردگامی سینکڑوں افراد جمع تھے ہم سب رفقاء درس ان سعید لشتی کے
چوراہے پر ہیں جدائی کے غم کے جذبات شیخ اور علامہ سب پر نمایاں تھے۔ اللہم اغفرنا لغدعة دین نبینا الکرم

اللہم جعل حیاتنا ومماتنا لوجهک الکرم ولنشر الدین القویم واعلاء کلامک الحکیم

☆ قاری محمد طیب صاحب دیوبندی کی تقریر انسانی فضیلت کا راز الحمد للہ طویل تک و دو کے بعد چمپ کر
آگئی ہے۔ یہ تقریر مولانا عبداللہ خان جہانگیر وی، مولانا خیر الامان منگھوری، مولانا عزیز الرحمن حیدری اور مولانا سعید
الرحمن کو ہدیہ ارسال کر دی۔

☆ ۱۹ فروری کو این باجہ ۲۰ کو موطا امام مالک ۲۱ کو موطا امام شریف ۲۲ کو موطا امام محمد کے امتحانات ہوئے۔
مولانا مناظر احسن گیلانی کی عظیم تصنیف ”النبی الخاتم“ اور امام ابن تیمیہ کی عمدہ تصنیف
اقتضاء الصراط المستقیم کے بارے میں جذبات و مطالعہ:

۲۲ فروری: تفضل الاخ عزیز الحیدری بار سال کتاب الحافل الزاهر ”النبی الخاتم“
للشیخ المرحوم الاستاد الکبیر المفقور علامہ مناظر احسن گیلانی ”وہو من اہم مصنفاتہ
صغیر الحجم ولكن کبیر المنزلة ومن اعلی واحلی مصنفاتہ الارودية فی السيرة النبوی والکتاب
مکتوب بسوداء القلب وقوة الايمان وبفوط العشق۔ يرتجى القلوب وترتجى به الازهان ویتلج به

الصدر ويجلى به الايمان . ولشكر الله يسقى المصنف بشأبيب الغفران .

☆ شرعت مطالعة الكتاب الجليل "اقتضاء الصراط المستقيم" لامام ابن تيمية وهو غنى عن التعريف والنقد ومن يمدح الشمس فهو يمدح النفس . نستل الله توفيق الاتمام والاستفادة والافهام والتفهم والشرح الصدر ووعى المرام .

رفقاء درس حدیث کی جدائی

۲۳ فروری: ان سعيكم لشتي . کے مصداق آج ہم سب رفقاء درس کے بھر و فراق کا موقع آن پہنچا۔
اللهم ربنا الكريم انجحننا في مقاصدنا واخلص لنا اعمالنا واجعل محبتنا وممانتنا خالصة لوجهك الكريم اللهم اخترنا لخدمة دين نبينا الكريم واعلنا من فتن الدهر وحوادث الايام مظهر منها وما بطن ونعوذ بك من الحور بعد الكور .

۲۴ فروری: آج مردان سے پشاور گیا، جہاں خلیق صاحب مکتبہ ادارہ اشاعت سرحد اور جناب مولانا فضل منان صاحب، مکتبہ علیہ سے ملاقات کی۔ اور انہیں انسانی فضیلت کا راز ایک ہزار کی تعداد میں دیئے۔
والد ماجد کے سفر:

۲۵ فروری: والد صاحب لمٹان، راولپنڈی، بنوں اور کرک کے دورے پر روانہ ہوئے۔ برادر م شیر علی شاہ بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ حضرت والد ماجد ان شہروں کے بڑے بڑے مدارس کے سالانہ جلسہائے دستار بندی میں خطاب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بخیر و سلامتی واپسی ہو۔

حاجی حبیب الرحمن صاحب نوشہروی کے عزیز کے نکاح میں شرکت اور زیارت کا صاحب میں بدعات پر افسوس: ۲۸: فروری: نبینا الی نوشہرہ لاجاہ دعویٰ العاج حبیب الرحمن بتقریب لکام احد اقاربہ ونعت بعد الظهر الی "زیارت کاکا صاحب" للقاء الاع سید عبداللہ کاکاخیل ولکنہ نعت الی بلدتم الزرعۃ رجعت آسفاً وزدت روضۃ الشیخ رحمکما وصلیت العصر فی مسجدہ وکنت شدید الاحساس والنکیر لما یحدث هناك من البدع والاثام بل الشوک الجلی۔ اعاننا اللہ منہ والذی سبقت لہم منہ الحسنی اولنک عنہا مہدون۔ شکر اللہ مساعی العلماء وائمة الحق قدنفو الشوک من الدہن اوضحوا رسوم البدعہ ولاسما الشیخ الامام المجدد ابن تیمیہ فانہ قد وائی واکمل فی ذلک الباب وکتابہ "اقتضاء الصراط المستقیم" دائرة المعارف لمکرات الوقت ومحدثات العصر وفيه دواء وجواب لها

رفیق عزیز حیدری کے ساتھ مردان اور پشاور کا سفر:

☆ نبائی رجل فی نواشہ من مجنی الاغ عزیز حمدری واعطانی کتابہ وفیہ انہ ینتظرنی فی مصعم الشکر فی تحت بھائی فوصلت بہ فی الثلث الاول من اللیل ولاقیتم معہ الاغ رفیق احمد رفیقہ اللاہوری وتبنا فی المصعم مع بعض متعارفہ ثم ذهبنا علی صباہ الاولی من مارس الی مردان فی اوتویس وقتشنا الاغ المحب والاستاذ مولانا سعد الدین لانه طلب خمسمین رسائل من کتاب ”السانی فضیلت کراز“ للبعث تجار الکتب فبا و جدنا واعطانا الکتب صاحب المکتبہ مہاں مسعود ثم ذهبنا الی پشاور علی طریق جارسدک وکان الیوم مطراً وکان الاغ رفیق احمد یرید العود الی لاہور فی قطار ”غیر میل“ فشیعنا و ودعنا فی محطة پشاور فی الساعة العاشرة من الیل وبتنا فی فندق ”کوہ نور“ ورجعنا صباحاً الی الہند وذهب الاغ عزیز الی ہلدتہ

مولانا غورغشتوی کی آمد:

۳ مارچ ۵۹ھ: مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور پھر بنوں کے کسی جلیے میں چلے گئے۔

شیخ الحدیث کے سفر ملتان کے احوال پر مبنی مولانا شیر علی شاہ کا خط اور مولانا لاہوری کے دورہ میں شرکت کی اجازت:

☆ اتانی کتاب الاغ شیر علی شاہ من ملتان مشتمل علی احوال سفرہ مع الوالد مدظلہ و بیان کیفیہ لقاء الوالد مع الشیخ الشاہ عطاء اللہ شاہ وغیرہم کبار العلماء واجلہ العظام ویبشرنی باجازۃ الوالد الی ترجمۃ الشیخ اللاہوری مولانا احمد علی واسئل اللہ ان یوفقنی لذلك وان یشرح صدری لفہم القرآن وان اعمل بہ ونشرہ

عرس کی بدعت:

ینعقد الیوم عرس ”لثالثین“ فی اکورہ وهو بدعة قبیحہ رائجہ من وقت حیات والدہم وامرشیعہ فی الدین یتھیا للغاویں مواقع الاثم والعدوان وذلك الاعیاد من صفات الجاہلیہ ونسبتہ بعبدة الاصنام واهل کتابہ۔ وهذا لیست اول قارورة کسرت فی الاسلام وکم من مرة رمی الحق ہادی المتصوفین والمتعبدین والمتشبهین فی الرہبانیہ وتأویلہم فی السنۃ وابداعہم الرسومات والطرق۔

○ صاڈ فی فی قاعتی الاغ عزیز سعید الرحمن بعد العشاء فرحنا کثیراً باللقاء بعد ایام کثیرۃ وتحزننا

بکل مارینا فی تلك الایام الی الصباہ وسمعنا خطاب الشیخ محمد ادریس کاندھلوی فی الحلقۃ

۵ مارچ: برادرِ سعید اپنے گاؤں واپس ہو گئے ○ آج میں نے رفیقِ عزیزِ عبد اللہ کا کاخیل کو خط بھی بھیجا۔

○ نسیم حجازی کی معروف کتاب ”اور تلوار ٹوٹ گئی“ کا مطالعہ شروع کیا۔

حضرت لاہوریؒ کے دورہ تفسیر میں:

۹-۱۰ مارچ: مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کے دورہ تفسیر میں شرکت کے لئے لاہور روانہ۔

○ اگلی صبح بخیر دعاغت لاہور پہنچا۔

۱۱ مارچ: حضرت لاہوری کے زیرِ درس دورہ تفسیر کا افتتاح ہوا۔

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات:

اسی دورہ تفسیر کے دوران حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے مولانا مسیح الحق کی ملاقاتیں ہوئیں۔ اُس کی یادیں بھی پیش ہیں: (از مرتب)

شاہ جی کے بارہ میں مولانا مسیح الحق کے تاثرات

رورہی ہے آج ایک ٹوٹی ہوئی مینا سے کل تک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کا زمانہ کتنا بڑے کیف اور بڑے لطف تھا، اور کتنے حسین و جمیل تھے زندگی کے وہ چند ایام جو لاہور کے بقیۃ السلف حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی محبت میں گزرے، ایک طرف رمضان کا مبارک مہینہ پورے برکات سے سایہ لگن دوسری طرف صبح و شام حضرت الاستاذ مدظلہ کے درس میں قرآن مجید کے علوم و معارف کا ذکر و مذاکرہ، روحانی فیوضات کی ہر طرف بارش، پوری فضا روحانیت میں بسی ہوئی تھی اور مجھ جیسے نادبہ سیاہ پرانندہ خاطر انسان کو بھی چین و سکون کی دولت نصیب تھی۔ زہے نصیب، ایک مردِ کامل اور شیخ کے جوار میں قیام و سکونت اور خصوصی شفقتوں کی دولت حاصل ہو رہی تھی۔

نظر میں ہے اب تک وہ رنگین زمانہ
نظیلانِ نظیلانِ نہا نہا

۸ رمضان المبارک کو ایک دن حوض پر وضو کر رہا تھا، عصر کی جماعت ہو چکی تھی اور وضو سے فارغ ہو کر پیچھے ہٹا، کچھ مبہوت سا رہ گیا، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ دو تین افراد کا سہارا لیے گرتے تھے کھڑے ہیں۔

برٹش سامراج کو لاکھارتے ہوئے اس حنیفِ اسلام کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ وہ مہیب اور بڑے وقار و جہد چہرہ جس کے خدا و خال میں کسی یورپین عیسائی انفر نے حضرت مسیح السلام کی جھلک دیکھی تھی اور جس نے اُس و جمیعاً فی الدنیا والآخرة متغیر کا اسیجو اور جمیل اس بازو صبر چہرے کو قرار دیا تھا، اب ایک منحنی لاغر ڈانچہ تھا مگر پھر بھی اس کا رُواں رُواں اس سکون و طمانیت، جلال و وقار میں بسا ہوا معلوم ہو رہا تھا جس کا جلوہ صرف حق تعالیٰ

کے مقربین میں ہوتا ہے۔ اذراؤ فکّر اللہ (الحدیث) حیرت، گمراہی کے طے چلے جذبات لیے آگے بڑھا، مصافحہ کیا۔ چند لمحے بعد پہچانا، فرمایا سچ ہو؟ پیار سے سینے سے لگایا۔ ابھی مولانا لاہوری مدظلہ اپنے کمرہ میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ انکو شاہ جی کی اطلاع ہوئی تھی۔ اس لیے میں شاہ جی کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ فرمایا چٹائی پر ہی بسترہ بچاؤ، لیٹ گئے۔ برادر محترم مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ میرے رفیق سفر و قیام تھے ہم نے جلدی جلدی پاؤں اور کمرہ ہانا شروع کیا۔ ہم نے کہا حضرت صحت بہت گر گئی ہے، فرمانے لگے ہاں! آخر گرتا ہے بقا صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اتنے میں مولانا لاہوری تشریف لائے۔ دونوں بزرگ جس والہانہ شوق اور محبت سے ملے۔ قرآن السعدین کے اس دلکش نظارے کا تصور اب بھی دل و دماغ کو عجیب فرحت بخشتا ہے۔ چند لمحوں کے لیے نفا سسکت اور خاموش تھی اور پھر حضرت لاہوری انہیں ساتھ ہی اپنے کمرے میں لے گئے اور میں اس خیال سے سرشار تھا کہ اس عارضی مستقر کو ایک بطل جلیل کے چند ساعات نزول کی سعادت حاصل ہوئی۔ مجھے خوب یاد تھا جب حضرت قدس سرہ العزیز دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ جلسوں میں تشریف لایا کرتے تھے تو پشاور کی قبوہ چائے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ میں نے یہاں بھی عشاء کے بعد قبوہ تیار کرانے کی اجازت مانگی، بخوشی قبول فرمایا مگر ذیابیطس کی وجہ سے میٹھانہ کرنے کی ہدایت کی، قبوہ چائے تیار کر کے پیش کی، بڑے شوق سے نوش فرمائی۔ حضرت لاہوری کچھ دیر بیٹھ کر دولت خانہ تشریف لے گئے۔ ہم نے حضرت شاہ جی کو حضرت لاہوری کے بے پناہ اشغال اور پھر انکی صحت کے گرتے جانے کا ذکر کیا۔ فرمایا جی ہاں اس معرکہ کو میں بھی نہیں حل کر سکا۔ میں اور گھروالے کئی پہروں سوچتے ہیں کہ یہ بندہ خدا کرتا کیا کچھ ہے اور کھاتا کیا ہے۔ ہم ان کا کھانا تو لیتے ہیں اور پھر انکے شب و روز عظیم مشاغل کو دیکھتے ہیں، فرمایا ہاں ان لوگوں کا معاملہ ہی اور ہے۔ انکی زندگی کا دم غم ان اشغال و مصروفیات سے ہے۔ یہ اگر آرام کریں (تو) پھر رہی سہی صحت بھی جواب دے دے۔

آپ رات گئے تک خوش طبعی، عرافت و حکمت، عبرت و موعظت کے انمول موتی بکھیرتے رہے کہ کبھی مجلس کشت زار زعفران بن جاتی اور کبھی حاضرین درد و یاس کی گہرائیوں میں ڈوب جاتے، اب شاہ جی پورے جوہن میں تھے اور برادر محترم صاحبزادہ مولانا عبید اللہ انور فرما رہے تھے کہ شاہ جی پھر وہی شاہ جی ہیں۔ ضعف و اضمحلال کے سارے آثار مٹ گئے اور چہرے میں سرخی اور نور کی وہی لہریں دوڑنے لگیں۔ حضرت لاہوری کی اس قیام گاہ میں چند احباب کی اس محفل میں شاہ جی نے علوم و حکم، طنز و مزاح، پیار و محبت کے وہ پھول نچھاور کیے جس سے دل و دماغ میں فرحت اور انبساط اور پھر حیرت و عبرت کی کتنی موجیں مضطرب ہوئیں اور پھر دب گئیں۔ کل تک جب وہ مجلس یاد آتی تو فرحت و اہتمام کا باعث بنتی اور اب جب سوچتا ہوں تو سواہن روح ہے۔

اب رات ڈھل گئی تھی اور مجلس برخاست ہوئی، اس سیاہ کار کو حکم ہوا سچ اپنا بستر یہاں اٹھا لاؤ، بستر اٹھا

کر لایا اور شاہ جی کی چارپائی کے ساتھ اُس مسند پر بچایا جس پر محمد و العلماء و المسلمین حضرت مولانا لاہوری تہائیوں میں مشغول ہوتے ہیں اور جلوتوں میں جہاں سے رشد و ہدایت کے خزانے تقسیم ہوتے ہیں۔ ابھی میری آنکھ لگی تھی کہ بڑھاپے، فالج، ذیابیطس کا شکار یہ ضعیف مجاہد دبے پاؤں اٹھا، جب میری آنکھ کھلی تو یہ مرد مؤمن میرے سرہانے مصطلے پر بیٹھے اپنے رب کے ساتھ معروف عجز و نیاز تھا، دنیا و مافیہا سے بے پردہ عشق الہی اور سوزِ دردن میں مستغرق ”ثُمَّ عَنِى فِى الصَّلَاةِ“۔ میں نے بستر سے اٹھنا چاہا۔ سختی سے منع کیا فرمایا سوجاؤ تمہیں سحری کیلئے بھی اٹھنا ہے اور پھر دن کو درس میں شریک ہوتا ہے۔ تعیل حکم لازمی تھی، لحاف میں منہ پیٹ لیا۔ مگر عشقِ رسول ﷺ اور یادِ الہی سے معمور سینہ پورے زور سے لے اُڑنے کا ذیہ القدر کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ بد قسمتی ہوتی اگر اس موقعہ کو غنیمت نہ جانتا اٹھا اور دعا کے لیے درخواست پیش کر دی۔ اس رات وہ خصوصی توجہات و شفقتیں نصیب ہوئیں جو مدتِ مدید کی تمنائوں اور آرزوؤں سے بھی شاید نصیب نہ ہوتیں۔

میں نے ایک بزرگ سے لاہور کے بارہ میں کچھ اشعار سنے تھے جن میں ایک یاد ہے اور شاہ صاحبؒ فرمانے لگے سچ! میں تمہیں آج ایک حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں، شاید ملاقات ہو یا نہ ہو کیونکہ میں تو اب جا رہا ہوں میں نے زندگی بھر کسی کی ذات کے بارہ میں مال و متاع عزت و آبرو کی برائی کا تصور بھی نہیں کیا، الحمد للہ میں اس صفائی کا اثبات کر سکتا ہوں۔ پاؤں دہانے کے دوران میں نے کہا کہ یہ پاؤں حضرت الشیخ الامام الکبیر مولانا مدنی علیہ الرحمۃ نے دہائے تھے تو ہم یہ سعادت کیسے حاصل نہ کریں، فرمایا لا حول ولا قوۃ استغفر اللہ ایسا نہ کہیں۔ پھر سوچ میں ڈوب کر اُنکی دانتوں میں دبا گئے، اور آہ بھرتے ہوئے فرمایا سب چلے گئے، حضرت مدنیؒ نے بھی رحلت فرمائی صرف میں اس قافلہ کا تہما سپاہی رہ گیا ہوں۔ اللہ بھی ایک اُس کا رسول ﷺ بھی ایک اور آج اس پوری دنیا میں میں بھی تھا ہوں۔

میں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارہ میں پوچھا کہ حضرت نے اُن سے کیا حاصل کیا؟ شاہ جیؒ فرمانے لگے میں نے ان سے بہت کچھ حاصل کیا، میں نے جو کچھ پایا ان کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ اس پورے ہندوستان میں میں نے ایسے وجیہہ و حسین چہرہ و جلال و جمال کے بزرگ نہیں دیکھے۔ ایک رات دیوبند میں تقریر کرنے کا ارادہ فرمایا، بھلا علم و معرفت کے اس مرکز میں انکے سامنے تقریر کی کیا مجال تھی، میں نے انکار کیا تو فرمایا تمہیں تقریر کرنا پڑے گی، اب حکم سے سرتابی کی مجال کہاں تھی۔ تقریر عشاء کو شروع ہو کر رات کے تین بجے تک جاری رہی۔ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کرسی پر تمام رات ایک ہی ہیئت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھے رہے، پورے محو ہو کر سنتے رہے اور برابر آنسو جاری تھے، حالانکہ تقریر بھی ”وراقت“ جیسے خشک موضوع پر تھی اور پھر اختتام پر بے تحاشا دعائیں دیں۔ رہا اُن کا درس تو وہاں ہم جیسوں کی رسائی کہاں تھی۔ فرمایا حضرت مفتی محمد حسن صاحب

مدظلہ (رحمہ اللہ) میرے اُستاد ہیں بڑے معقول اور فلسفی، لیکن جب شاہ صاحب کشمیریؒ کے درس میں شریک ہوئے تو فرمانے لگے کہ جہل کا اعتراف لے کر ان کے درس میں شرکت کرنا پڑی، تو وہاں ہم جیسوں کی کیا مجال آئی۔ دوران گفتگو میں انہوں نے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ان کے ہاتھ بیعت کرنے اور انہیں امیر شریعت منتخب کرنے کے واقعہ کو بھی بیان فرمایا۔ نیز اس ضمن میں فرمایا کہ میں نے زندگی میں تین افراد کو نماز پڑھتے دیکھا، خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی نمازیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پڑھنے والے تڑپ تڑپ کر بھیک مانگ رہے ہیں، عاجزی اور ذلت ان کے ہر ہر نحو سے نمایاں ہوتی تھی۔ ایک علامہ انور شاہ علیہ الرحمۃ کی نماز، ایک مولانا ابوالکلام آزادؒ کی نماز، تیسرا نام غالبؒ پھر میر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا لیا۔ دوران گفتگو میں ایک مرتبہ فرمایا، میری مایوسی قنوط کی حد تک پہنچ گئی ہے اور میری قنوط انکشاف حقیقت ہوا کرتی ہے کہ یہ لوگ مرنے کے بعد میرے دفنانے کی اجازت بھی دے دیں گے یا نہیں۔ زندگی کے آخری ادوار کے لیے ملتان کا انتخاب؟ اس کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ایک مجذوب کی دعا کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ تقسیم سے قبل ملتان کے ایک بہت بڑے اجتماع میں تقریر کر رہا تھا کہ اتنے میں مجمع سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا کہ ”(شاہ! اللہ تیرا اچھے مزار بنزا دے) یعنی شاہ جی اللہ تعالیٰ تیرا مزار ادھر ہی بنا دے میں نے کہا کیوں کہ تم اس کے مجاور بن جاؤ۔ بات آئی مگر اس قلندر کی دعا مقبول معلوم ہوتی ہے۔“ عشاء کے بعد مولانا شیر علی شاہ صاحب نے کہا ہے۔

تمتع من شمیم عرار نجدی فما بعد العیشتہ من عرار

فرمایا یہ تمہارا ساتھی بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے، اس نے شاعری شروع کر دی، پھر ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا: ”ہاں شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک۔“ ایک ساتھی نے جوتے اٹھانے کی کوشش کی، آپ نے منع کیا اور فرمایا۔ ”اگر خواہ مخواہ اٹھانا ہے تو مجھے اٹھاؤ، جب دیکھوں دو چھٹا تک جوتے اٹھا کر خوش ہوئے کہ شاہ جی کا احرام کیا۔“

بہر حال سعادت اور مسرت سے بھرپور یہ ایک سہانی رات تھی جو زندگی میں نصیب ہوئی جس کی یادیں تاحین حیات دل و دماغ پر نقش رہیں گی۔
مولانا داؤد غزنویؒ کے ساتھ نماز عید:

۱۰ اپریل عید الفطر: عید کی نماز مولانا داؤد غزنویؒ کی اقتداء میں منٹو پارک میں پڑھی۔ باقی سارا دن شاہیار باغ میں سیر و تفریح میں گزارا۔
عهد بایتحال عدت یا عهد ہما مضیٰ اہ لاہر فیک تجدید

مولانا مودودی سے ملاقات: ۱۱ اپریل: مولانا مودودی سے سو گھنٹے تک ملاقات رہی۔ اُن سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی۔ جس میں مسئلہ وحدت ادیان، مسئلہ تنفیذ الہیات، والا حکام، حیات الانبیاء اور علم تفسیر

کے قابل مطالعہ کتب وغیرہ شامل ہیں۔
مفتی محمد حسن کی مجلس میں:

۱۵ اپریل: ظہر کے بعد جامعہ اشرفیہ گیا۔ جہاں مفتی محمد حسن کے مجلس ملفوظات قہانوی میں شرکت کی۔ اور پھر اُن سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ نیز برادر ام صاحبزادہ عبدالرحمن سے بھی ملا۔ رات کو پریس سے فون پر اُن سے ملنے کی اطلاع دی تھی۔

مجلات ”شمس الاسلام“ تذکرہ وغیرہ کا مطالعہ اور والد صاحب کی علالت کا مکتوب:

۱۶ اپریل: ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ زیر ادارت مولانا سیاح الدین صاحب مولانا موصوف کی طرف سے موصول ہوا۔ مولانا نے قاری صاحب کی کتاب ”انسانی فضیلت کا راز“ پر وقیع الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ صبح ۷ بجے مولانا اسحاق بھٹی مدیر ”الاعتصام“ عزیز حیدری کے تلاش کے لئے مغپورہ لے گیا وہاں وہ ملے۔ گھر سے برادر ام انوار الحق صاحب کا خط ملا والد ماجد کی علالت اور شوگر کے عارضہ کی اطلاع ہوئی، طبیعت کو شدید پریشانی ہوئی۔ برادر ام سعید الرحمن، مولانا اسحاق کے خطوط ملے۔ شام کے بعد حضرت مولانا لاہوری کی مجلس ذکر میں شمولیت کی۔ دیوبند سے حضرت مولانا اسعد مدنی کی نگرانی میں شائع ہونے والے رسالہ تذکرہ کا پہلا شمارہ دفتر خدام الدین صاحب سے حاصل کر کے پڑھا۔ شام کے بعد مولانا خدا بخش ملتان صاحب سے ملاقات ہوئی۔
مولانا لاہوری کو ملفوظات مدنی کی قسط سنائی:

۱۷ اپریل: نماز فجر کے بعد حضرت لاہوری کو ملفوظات شیخ الاسلام کی وہ قسط سنوائی جو آئندہ ہفتے شائع ہونے والی ہے۔ جس میں انہوں نے مسٹر جناح کی طرف اشارہ پر مبنی سطر عذف کر دی۔

مولانا لاہوری اور خطبہ سے محضر نامہ پر دستخط:

☆ صبح حضرت لاہوری نے ایک خصوصی مجلس میں ایک محضر نامے پر طلباء سے دستخط لئے جس میں حکومت وقت سے اذکار و اہلاک مساجد پر لکھنے لگانے پر احتجاج ریکارڈ کیا گیا اور از روئے شرع حرام ہونے کا فتویٰ دیا۔

مولانا حامد میاں سے ملاقات:

☆ برادر ام شیر علی شاہ کی معیت میں مولانا عبدالفتاح خطیب آسٹریلین مسجد سے ملاقات ہوئی۔ نماز جمعہ اُن کی اقتداء میں پڑھی جس میں انہوں نے مذکورہ بالا مسئلہ پر حکومت وقت پر سخت تنقید کی۔ ظہر کے بعد ساڑھے چار بجے مولانا سید حامد میاں صاحب خلیفہ حضرت مدنی سے ملا۔ مکتوبات شیخ جلد سوئم ناقص صورت میں ان کے ہاں پہلی مرتبہ دیکھی۔ مولانا سیاح الدین کا کاخیل اور برادر ام سید عبداللہ کا کاخیل کو خطوط ارسال کئے۔ جس میں ”انسانی

فضیلت کے راز“ پر تبصرہ کرنے پر شکر بھی ادا کیا۔